Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 01, January-June 2024, **PP**: 100-110
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

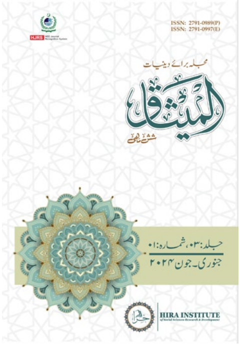

مصنوعی تولید کے جدید طریقوں کا شرعی و تحقیقی جائزہ

A Shariah and Research Review of Modern Methods of Artificial Reproduction

1. Basheer Ahmad basheerahmad590@gmail.com	*Ph.D. Scholar, Muslim Youth University, Islamabad.*
2. Dr. Muhammad Irfan dr.muhammadirfan@fuuast.edu.pk	*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Islamabad.*

How to Cite:	Basheer Ahmad and Dr. Muhammad Irfan. 2024: "A Shariah and Research Review of Modern Methods of Artificial Reproduction".*Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (01):100-110.		
Article History:	**Received**: 15-03-2024	**Accepted**: 02-04-2024	**Published**: 15-05-2024

Copyright:	**©The Authors**
Licensing:	This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · ADVANCED SCIENCE INDEX · CiteFactor · Asian Research Index · SCI · Google Scholar · تحقیقات · ADL Asian Digital Library · EuroPub · اردو جرائد اشاریہ

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

مصنوعی تولید کے جدید طریقوں کا شرعی و تحقیقی جائزہ

A Shariah and Research Review of Modern Methods of Artificial Reproduction

1. **Basheer Ahmad**
Ph.D Scholar, Muslim Youth University, Islamabad.
basheerahmad590@gmail.com

2. **Dr. Muhammad Irfan**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Federal Urdu University of Arts, Science and Technology, Islamabad.
dr.muhammadirfan@fuuast.edu.pk

Abstract:

Medical science has progressed a lot in the present day and this progress has brought many conveniences, but it has also raised a lot of questions from a Shariah point of view, one of them is the issue of artificial methods of reproduction, such as IVF, ICSI, cloning etc. The problem here is not simply to find a solution to the problems of infertility and scientific achievements, but to find harmony between the requirements of scientific research and the principles and values established by Islam on which Islamic legislation is based, because it while the invention has opened the doors of many marriages, on the other hand, it has also lit a candle of hope for childless people. Therefore, in this research, we have to keep an eye on these evils and corruptions, and we will provide a Shariah and research review of artificial reproduction methods، apart from this, its impact on the society will also be evaluated. There are two opinions of the scholars in the present era about artificial reproduction, some declare it permissible and some illegitimate, so we will review their opinions in this article also. And this invention has given rise to many new questions that were never asked before, so finding the answers to these questions is also a part of this research.

Keywords: *Islam, Science, Artificial Methods, Reproduction, Cloning, Solution.*

تمہید

اسلام دین فطرت ہے اس لئے وہ ان نعمتوں کی بھی قدر دانی اور قدر شناسی کا حکم دیتا ہے جن کا تعلق مادی ضرورتوں سے ہو، اس لئے اسلام نے زندگی اور صحت کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے خود علاج کرایا، پرہیز کیا، طاقتور مومن کو کمزور مومن سے بہتر قرار دیا اور جو لوگ واقفیت کے بغیر علاج شروع کر دیتے ہیں ان کے رویہ کو ناپسند کرتے ہوئے انہیں مریض کو پہنچنے والے نقصان کا ضامن قرار دیا ہے۔ شرعی اور سائنسی علوم میں یہی فرق ہے کہ شرعی علوم میں عقل انسانی، شخصی رائے یا پسند و ناپسند کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ جو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہو اسے ماننا پڑتا ہے۔ وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس میں کمی بیشی کا اختیار کسی کو بھی نہیں۔ جبکہ سائنسی فنون کا سارا دارومدار انسان کی ذاتی محنت پر ہوتا ہے۔ اگر وہ محنت کر کے کوئی ایجاد کرتا ہے تو یہ اس کا ایک فن ہے جس پر صرف موجد ہی اپنا کنٹرول نہیں رکھ سکتا بلکہ اس کے بعد کئی اور لوگ اس جیسی یا اس سے بہتر چیز بنالیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ

آج نئی سے نئی چیز مارکیٹ میں آرہی ہے۔ان تمام امور کا تعلق فنون،مشاہدے اور تجربے سے ہے جس پر کسی کا بھی قبضہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا لیکن شرعی امور اور دین کا معاملہ مختلف ہے اس میں صرف وقت کا نبی ہی محور ہوتا ہے اس کے مقابلے میں نیا دین بنانے کی قطعی اجازت نہیں ہوتی۔اس ضمن میں یہ بات بھی اہم ہے کہ اس سائنسی ایجاد یا دریافت کو استعمال کس طرح کیا جارہا ہے؟کسی بھی سائنسی دریافت کو اچھے یا برے دونوں طرح کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ سائنسی تحقیقات کو بھی اس اصول کی روشنی میں دیکھنا چاہئے کہ اسے اگر اسلامی قوانین کے تحت استعمال کیا جائے تو اس کی اجازت اور اگر اسلامی قوانین کو پامال کیا گیا ہو تو پھر اس کی ہرگز اجازت نہیں۔

سائنسی انقلاب کے بعد دو شعبے ایسے ہیں جن میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں جنہیں قانون شریعت کے مطابق حل کرنا ضروری ہے۔ایک معاشیات،دوسرا طب۔آج علاج کے جو نئے طریقے دریافت ہوئے ہیں اور نت نئے وسائل معرض وجود میں آئے ہیں ماضی میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ اسلام انسانوں کو متاثر کرنے والی تمام بیماریوں کے علاج کی قانون سازی اور ترغیب دیتا ہے اس لیے اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ اولاد نہ ہونا ان بیماریوں میں سے ایک ہے جس کا علاج شرعی حدود میں ہوسکتا ہو اور جس کے علاج کی ضرورت ہو۔چنانچہ بانجھ پن ایک ایسی بیماری ہے جس علاج دستیاب طرق علاج کے ذریعہ ممکن ہے۔زیرِ نظر مقالہ اسی کے ایک طریقہ مصنوعی طریقہ تولید کے شرعی و تحقیقی جائزہ پر مشتمل ہے۔

مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی وضاحت

مصنوعی طریقہ تولید کیلئے انگلش میں(Test Tube Baby)جبکہ عربی میں "التلقیح الصناعی "کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔بنیادی طور پر یہ طریقہ تولید بانجھ پن کا ایک جدید متبادل ہے جس کے ذریعے مصنوعی طریقہ سے بچے کی پیدائش عمل میں لائی جاتی ہے۔برٹانیکا ڈکشنری میں اس طریقہ سے تولید کی وضاحت درجہ ذیل الفاظ سے کی ہے:

> A child produced from an egg that was fertilized outside of a woman's body and then put back into the woman's body to finish developing.[1]

> ایک انڈے سے پیدا ہونے والا بچہ جو عورت کے جسم کے باہر نشوونما کے لئے ڈالا جاتا ہے اور پھر عورت کے جسم میں دوبارہ نشوونما مکمل کرنے کے لیے ڈال دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی کے مطابق مصنوعی طریقہ تولید سے مراد وہ طریقہ ہے جس میں جنسی ملاپ کے بغیر مادہ تولید عورت کے رحم میں داخل کیا جائے۔[2]

مصنوعی تولید کا طریقہ کار(Artificial Reproduction Methods)

مصنوعی طریقہ تولید کے آج کل بنیادی طور پر دو طریقے رائج ہیں:

- معمولی آپریشن کے ذریعہ عورت کا جرثومہ(EGG)اور جلق یا عزل کے ذریعہ مرد کا جرثومہ(SPERM)حاصل کرکے دونوں کو بارہ ہفتے تک ایک ایسے ٹیوب میں رکھا جاتا ہے جس میں وہ تمام لوازمات پائے جاتے ہیں جو عورت کے رحم میں ہوتے ہیں۔تقریباً بارہ ہفتے بعد ان مخلوط جرثوموں کو بذریعہ انجکشن عورت کے رحم میں داخل کردیا جاتا ہے جہاں مخصوص مدت کے بعد بچے کی پیدائش عمل میں آتی ہے۔
- جلق یا عزل سے مرد کا جرثومہ حاصل کرکے انجکشن کے ذریعہ عورت کے رحم میں مخصوص جگہ تک پہنچادیا جائے۔

حکم کے اعتبار سے دونوں طریقوں میں کوئی فرق نہیں البتہ طریق کار کا فرق ہے۔پہلا طریقہ دوسرے طریقے کی بنسبت مشکل اور لمبا ہے نیز پہلے طریقے میں عورت کا جرثومہ حاصل کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے طریقے میں اسے حاصل کرنے کی نوبت نہیں ہوتی۔

مصنوعی طریقہ ہائے تولید کی شکلیں(Forms of Artificial Methods of Reproduction)

مصنوعی تولید کی مختلف اشکال رائج ہیں۔ اجنبی مرد وعورت کے مادہ منویہ اور بیضہ کو باہم خلط کر کے اس سے تولید کا عمل وجود میں لایا جائے خواہ وہ دو اجنبی مادے کسی ٹیوب میں خلط کیے جائیں، یا خود اس عورت کے رحم میں، یا کسی اور عورت کے رحم میں، یا خود اس مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں۔لہذا کسی اجنبی مرد اور عورت کے مادہ منویہ کے اختلاط سے مصنوعی تولید کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔ آئندہ سطور میں ان کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

شرعی حکم

شرعی طور پر مذکورہ بالا تمام صورتیں ناجائز ہے کیونکہ اس کی وجہ سے نسب میں اختلاط ہوتا ہے۔نسب کو خلط ملط کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ نسب ہی وہ اہم چیز ہے جس کی وجہ سے حیوان اور انسان میں فرق کیا جاسکتا ہے۔اسی وجہ سے شریعت مطہرہ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے یہی اختلاطِ نسب ہے۔اس سلسلہ میں جو روایات اور نصوص موجود ہیں اس پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ذیل میں چند ایک پیش کیے جاتے ہیں:

- ايمارجل عابر بحره اوامةفالولدولدزناًلايرث ولايورث۔[3]

  جو آدمی کسی آزاد عورت یا باندی سے زنا کرے تو اس کی اولاد ولد الزنا ہو گی اور وہ کسی کے وارث نہیں ہونگے۔

- لا يحل لامرى يومن بالله واليوم الاخر ان يسقى ماءه زرع غيره۔[4]

  جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب کرے۔

- الاان من احصم الفرى ان يدعى الرجل الى غير ابيه او يرى عينه مالم تر۔[5]

  سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے یا ایسا خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا نہیں۔

مذکورہ احادیث اس امر پر بخوبی دلالت کرتی ہیں کہ اختلاطِ نسب کسی طور پر درست نہیں۔اسی طرح فقہاء کرام نے عدت کی حکمت اور مصلحت یہ بیان فرمائی ہے کہ استبراء رحم ہو جائے یعنی اختلاط نسب سے بچنے کیلئے عورت کا رحم سابق شوہر کے مادہ سے خالی ہو جائے۔اس لئے عدت گزارنا واجب ہے۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ "میں لکھا ہے:

> عدت کی مصلحت میں سے یہ ہے کہ اس کے ذریعے عورت کے رحم کا سابق شوہر کے مادہ سے خالی ہونا معلوم ہوتا ہے تاکہ نسب میں اختلاط نہ ہو۔اس لئے نسب وہ چیز ہے جس کی خواہش کی جاتی ہے اور عقلاء جس کے طلبگار ہوتے ہیں۔یہ انسانی خصوصیت ہے جس کے ذریعہ انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہے اور یہی استبراء میں مصلحت ہے۔[6]

اجنبی مرد وعورت کے مادے کے اختلاط کی تمام صورتیں گناہ ہیں اور حکم کے اعتبار سے زنا میں داخل ہیں۔البتہ چوں کہ حدود معمولی شبہات کی وجہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہیں اور یہاں بھی شبہ موجود ہے۔اس لئے شرعی حد تو ان سے اس شبہ کی بنا پر ساقط ہو جائے گی کہ زنا دو اجنبیوں کے درمیان ایک جسمانی فعل یعنی مباشرت کا نام ہے اور ان صورتوں میں یہ فعل اپنی ظاہری شکل کے

ساتھ موجود نہیں۔ دوسرا یہ کہ زنا میں دو اجنبی مرد و عورت ایک دوسرے کے جسم سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں جب کہ اس مصنوعی عمل کے ذریعہ اس طرح کی لذت حاصل نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ اس عمل کی وجہ سے زنا کی مقررہ شرعی سزا نافذ نہیں کی جائے گی البتہ خطرناک عمل پر قاضی مناسب تعزیر اور سزا دے سکتا ہے۔

غیر اجنبی مرد و عورت اختلاطِ مادہ سے تولید

مصنوعی تولید کی دوسری صورت یہ ہے کہ زوجین کے مادہ منویہ کو کسی ٹیوب وغیرہ میں خلط کر کے اس سے تولید کا عمل وجود میں لایا جائے۔ اس کی بھی تین شکلیں ہو سکتی ہیں:

1. شوہر کا مادہ منویہ کسی انجکشن وغیرہ کے ذریعہ عورت کے رحم تک پہنچا دیا جائے۔
2. شوہر و بیوی کے مادے حاصل کئے جائیں اور ٹیوب میں مخصوص مدت تک ان کی پرورش کی جائے۔ پھر اسی عورت کے رحم میں اس کو منتقل کر دیا جائے۔
3. شوہر اور بیوی کا مادہ حاصل کیا جائے اور اس آمیزش کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں منتقل کر دیا جائے اس لئے کہ اس کی پہلی بیوی ولادت کی تکلیف برداشت کرنے کی متحمل نہ ہو یا طبی اسباب کی بناء پر تولید کی اہل نہ ہو۔

اس میں پہلی دو صورتیں اکثر اہل علم کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ جائز ہیں خواہ شوہر اور بیوی کا مادہ ٹیوب میں بار آور کر کے بیوی کے رحم میں رکھا جائے یا مرد کا مادہ براہ راست عورت کے رحم میں پہنچا دیا جائے۔ البتہ بعض حضرات نے متعدد شرعی مفاسد کی وجہ سے اس صورت کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔ ان وجوہات میں سے ہے کہ مرد سے منی کا حصول ایک ایسا عمل ہے جو غیر شرعی ہے اسی طرح عورت کی بے پردگی بھی لازم آتی ہے وغیرہ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ ایک طریقہ علاج ہے اور اگر شرائط کا لحاظ رکھا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ طریقہ صرف وہ میاں بیوی اختیار کر سکتے ہیں جو فطری طریقہ کے مطابق حصول اولاد سے محروم ہوں۔ مثلاً مرد کا مادہ تولید کسی وجہ سے عورت کے رحم تک نہیں پہنچ پاتا، یا پہنچ تو جاتا ہے مگر حمل برقرار نہیں ہوتا، یا عورت کا رحم کمزور ہے اور حمل کا متحمل نہیں، یا زوجین علاج معالجہ کے باوجود اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ تو ایسی صورتحال میں زوجین مصنوعی تولید کا یہ طریقہ استعمال کر سکتے ہیں۔ البتہ جن زوجین کے ہاں فطری طریقہ سے اولاد پیدا ہوتی ہے ان کے لئے یہ طریقہ اختیار کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔
- میاں بیوی کے جرثومے بقدر ضرورت حاصل کیے جائیں۔ ضرورت سے زائد حاصل کر کے ضائع کرنا صحیح نہیں ہے۔
- جرثومے حاصل کرنے کا عمل میاں بیوی خود انجام دیں۔ کسی اور کے سامنے اپنے ستر کو کھولنا درست نہیں۔ اگر عورت کا جرثومہ حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرنی پڑیں تو کسی لیڈی ڈاکٹر کی خدمت لی جائے اور اس کے سامنے بقدر ضرورت ستر کھولا جائے۔
- اگر زائد جرثومے اور بیضے حاصل ہو چکے ہیں تو انہیں ضائع کر دیا جائے تاکہ ان کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔

اگر مذکورہ شرائط کی رعایت کی جائے تو اس میں کوئی مفسدہ اور خلاف شرع بات لازم نہیں آتی۔ جن حضرات نے اس صورت کو بھی ناجائز کہا ہے انہوں نے ان مفاسد کی وجہ سے ہی ناجائز کہا ہے اگر ان شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا تو پھر ان کے ہاں بھی جائز ہو گا۔ اس صورت سے متعلق دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی کا ایک تفصیلی فتویٰ بھی موجود ہے جس میں مصنوعی تولید کے بارے میں زوجین

کے لئے شرائط کی بنیاد پر اجازت دی گئی ہے۔[7] اسی طرح دار الافتاء اہلسنت فیضانِ مدینہ کراچی سے بھی اس بارے میں ایک فتویٰ جاری ہو چکا ہے جس میں مذکورہ شرائط کی بنیاد پر اجازت دی گئی ہے۔[8] مزید یہ کہ انٹرنیشنل فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے تیسرے اجلاس منعقدہ عمان (اردن) 11 تا 12 اکتوبر 1986ء بمطابق 1407ھ میں اس موضوع پر جو تجویز منظور کی ہے وہ درج ذیل ہے:

> درج ذیل پانچ طریقے شرعاً حرام اور قطعاً ممنوع ہیں یا تو اس لئے کہ فی نفسہ وہ غلط ہیں، یا اس لئے کہ ان کی وجہ سے نسب میں اختلاط نسل کا ضیاع اور ان کے علاوہ دوسری شرعی ممنوعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اول: شوہر کے نطفہ اور دوسرے شخص کے نطفہ اور بیوی کے انڈے کو بارآوری کے بعد بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ دوم: شوہر کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے نطفہ اور بیوی کے انڈے کو بارآوری کے بعد بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ سوم: شوہر و بیوی کے نطفہ اور انڈے کو بیرون میں بار آور کیا جائے اور کسی تیسری اجنبی عورت کے رحم میں داخل کر دیا جائے جو رضاکارانہ حمل کے لئے تیار ہو۔ چہارم: کسی اجنبی شخص کے نطفہ اور اجنبی عورت کے انڈے کو بار آور کر کے بیوی کے رحم میں ڈالا جائے۔ پنجم: شوہر و بیوی کے نطفہ وانڈے کو بیرون میں بار آور کرنے کے بعد (اسی مرد کی) دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ چھٹا اور ساتواں طریقہ تمام ضروری احتیاط کو بروئے کار لاتے ہوئے ضرورت کے وقت اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔ یہ دونوں درج ذیل ہیں: ششم: شوہر کے نطفہ اور اس کی بیوی کے انڈے کو حاصل کر کے بیرونی طور پر بار آور کیا جائے پھر اسی بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ ہفتم: شوہر کے نطفہ کو لے کر بیوی ہی کی اندام نہانی یا رحم میں مناسب جگہ پر اندرونی بارآوری کے لئے رکھ دیا جائے۔[9]

یہاں پر بھی انہوں نے بھی چھٹی اور ساتویں صورت کو اختیار کرنے کی گنجائش دی ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی کے کلام سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ آپ کے کلام کا حاصل ہے کہ مصنوعی حمل عورت کے رحم میں بغیر جماع کے منی کا داخل ہونا ہے۔ اگر یہ مرد کی منی کے ساتھ اس کی بیوی کے ساتھ ہو تو شرعاً جائز ہے کیونکہ اس میں کوئی ممانعت نہیں مستحب ہو سکتا ہے اگر جنسی تعلقات میں قانونی رکاوٹ ہے۔ اگر یہ عورت کی طرف سے غیر محرم مرد کی منی ہے اور ان کے درمیان کوئی نکاح نہیں تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زنا کے معنی میں ہے جو مرد کی منی کو رحم میں پھینکنے کے مترادف ہے۔ ایک ایسی عورت جس کے ساتھ اس کا نکاح نہیں اور یہ فعل بھی انسانی سطح کے خلاف اور پودوں اور جانوروں میں قانون کے منافی سمجھا جاتا ہے۔[10] البتہ ان تمام صورتوں میں ایک صورت علماء عصر کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ وہ یہ کہ شوہر اور بیوی کے مادے کو بیرونی طور پر بار آور کر کے اسی مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ اکثر اہل علم اس کی اجازت نہیں دیتے البتہ بعض حضرات مذکورہ شرائط کی روشنی میں اجازت کے قائل ہیں۔ ڈاکٹر خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اس صورت میں جواز کے قائل ہیں۔ لکھتے ہیں:

> بسا اوقات یہ چیز زوجین کے درمیان سخت نفور اور کشیدگی کا باعث بن جاتی ہے اور بعض دفعہ عفت و عصمت کا مسئلہ بھی بن جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر عورت کے لئے یہ حاجت کا درجہ اختیار کریں لیکن یہ صورت بعض خواتین کے لئے حاجت کا درجہ ضرور اختیار کر لیتی ہے جس کو بعض مواقع پر ضرورت ہی کے حکم میں رکھا جاتا ہے۔[11]

ایسی صورتحال میں اولاد سے محروم شوہر کی مرد طبیب اور عورت کی عورت طبیبہ کے سامنے بے ستری گوارا کی جاسکتی

ہے۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ خلاف فطرت طریقہ ہے تو یہ ممانعت کی کوئی قوی دلیل نہیں ایک فطری ضرورت اور تقاضہ کی تکمیل کے لئے ایسی غیر فطری صورت اختیار کرنا جس کی ممانعت پر نص وارد نہ ہو جائز ہے۔

مصنوعی تولید اور ثبوتِ نسب

پچھلی بحث سے یہ بات ثابت ہو چکی کہ مرد اور عورت کا مادہ حاصل کر کے اگر بیرونی طور پر بارآوری کی گئی ہے تو اس میں جس مرد کا مادہ تھا وہی بچے کا باپ ہو گا کیونکہ ثبوتِ نسب کے لئے شوہر کے نطفہ سے بیوی کا حاملہ ہو جانا کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ جسمانی طور پر بھی مباشرت کرے۔ فقہاء کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ وطی کے بغیر بھی حمل ٹھہر سکتا ہے اور اس صورت میں نسب بھی ثابت ہو گا۔ فتاویٰ عالمگیری میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ:

رجل وطئ جارية في ما دون الفرج فأنزل،فأخذت الجاريةماءه في فاستدخلته في فرجهافعلقت عندأبي حنيفةأن الولد ولده وتصير الجارية أم ولد له۔[12]

کوئی شخص اپنی باندی سے شرمگاہ کے باہر جماع کرے اور اس کو انزال ہو جائے اور باندی اس مادہ منویہ کو کسی چیز میں محفوظ کر لے۔ پھر اس کو اپنی شرمگاہ میں داخل کر لے اور اسے حمل بھی ٹھہر جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بچہ اسی کا ہو گا اور باندی اس کی اُم ولد قرار پائے گی۔

یہاں اتنی بات ثابت ہوئی ہے کہ جس عورت کا بیضہ المنی ہے اگر اس کے رحم میں اس کی پرورش بھی ہوئی ہے تو وہی اس کی ماں شمار ہو گی۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک عورت کی بیضۃ المنی اس کی سوکن کے رحم میں ڈالا گیا جو ہماری بحث میں تیسری صورت ہے اور اس طریقہ سے تولید عمل میں آئی تو دونوں میں سے کون بچہ کی ماں سمجھی جائے گی؟ اس بارے میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ماں وہ ہو گی جس سے بیضہ المنی حاصل کیا گیا جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ ماں وہ ہو گی جس کے رحم میں پرورش ہوئی اور جس نے جنا ہے۔ دلائل اور حکمت شرعی پر نظر کی جائے تو یہ دونوں آراء اپنی اپنی جگہ معقول ہیں۔ جس عورت سے بیضۃ المنی حاصل کیا گیا اس کا ماں ہونا اس لیے کہ اب بچہ کی حیثیت اس کے جزو کی ہو گئی اور نسب اور اس کی حرمت کی بنیاد اصل میں اسی رشتہ جزئیت پر ہے۔ جبکہ جن لوگوں نے دوسری کو ماں قرار دیا ہے انہوں نے پیدائش اور جنم کے حوالے سے اسے یہ مقام دیا ہے کہ قرآن مجید میں ان عورتوں کو ماں قرار دیا گیا ہے جو بچہ کو جنتی ہیں۔ مشہور عالم دین خالد سیف اللہ رحمانی نے اس تحقیق کو مندرجہ ذیل انداز میں پیش کیا ہے:

یہ بات مناسب ہو گی کہ حرمتِ نکاح وغیرہ میں ان دونوں کو مولود کے لئے حقیقی ماں کے حکم میں رکھا جائے؟ اور نفقہ و میراث وغیرہ کے احکام میں اس عورت کو ماں کا حکم دیا جائے جس نے حمل کی مشقت برداشت کی اور مولود کو جنا ہے۔[13]

اسی طرح مفتی ریاض احمد بٹگرامی نے اس تیسری صورت پر بحث کرنے بعد خلاصہ بیان کرتے ہوئے اس بیوی کو ماں قرار دیا ہے جس سے جرثومہ لیا گیا ہے۔[14] اس تمام بحث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شریعت نے نسب کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور شریعت مطہرہ نے اس معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ اختلاط نسب کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لہذا زوجین کے علاوہ اجنبی مرد و عورت کے مادہ کو مخلوط کر کے جو تولید ہو گی اسے نسب کے اختلاط کی وجہ سے فقہاء کرام نے حرام قرار دیا ہے اور جہاں زوجین کے نطفے کو بیرونی بارآوری کے ذریعہ اسی بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے تو اس میں نسب اس مرد اور عورت سے

ہی ثابت ہو گا۔ البتہ جہاں زوجین کے نطفے کو لیکر اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں ڈال دیا جائے تو اس صورت میں علماء کے مابین اختلاف ہے جس کا ذکر ما قبل میں ہو چکا۔

مصنوعی غیر جنسی طریقہ تولید

جدید میڈیکل سائنس نے جہاں ہر میدان میں ترقی کی ہے وہاں بہت سارے حل طلب مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ ان میں سے ایک کلوننگ بھی ہے جو کہ بنیادی طور پر غیر جنسی طریقہ سے تولید کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کی وضاحت اور شرعی حکم ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

کلوننگ کی حقیقت

کلوننگ انگریزی زبان کا لفظ ہے جو یونانی لفظ کلون (Klon) سے ماخوذ ہے۔ کلون کے اصل معنی نئی پھوٹنے والی شاخ کے ہیں۔ کلونگ (Cloning) کا لفظ اس وقت ہم مثل کی پیدائش یا نقل اُتارنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے عربی میں اس کو استنساخ کہتے ہیں جس کا معنی ہے فوٹو کاپی کرنا۔ مفتی عبد الواحد کے مطابق کلوننگ کا لغوی معنیٰ ہے ایک ہی طرح کی چیزیں بنانا یا پیدا کرنا۔ بالفاظ دیگر ایک شے کی ہو بہو مثل (Photo Copy) بنانا۔ جبکہ اس کا اصطلاحی معنی ہے کہ حیاتی عمل (Biological Process) سے کسی جاندار شے کی ہو بہو مثل بنانا۔[15]

انسانی کلوننگ کا طریقہ کار

انسانی کلوننگ میں انسان کا کلون تیار کرنے کیلئے مرد وعورت کے سپرم و بیضہ ملانے یا جنسی عمل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس میں انسان کا جسمانی خلیہ استعمال ہوتا ہے۔ کلوننگ کا بنیادی فعل یہ ہے کہ مادہ کے بیضہ میں سے مرکزہ نکال لیا جاتا ہے اور جسم کے کسی اور حصہ کا جسمانی خلیہ نکال کر اس کو مخصوص مدت تک لیبارٹری میں رکھا جاتا ہے۔ پھر عورت کے جسم میں اس خلیہ کو ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ مرد کے جسم سے بھی لیا جاسکتا ہے اور عورت کے جسم سے بھی۔ جسم کے دوسرے حصوں میں ایک مرکزہ چھیالیس کروموسومز کا حامل ہوتا ہے۔ اس طرح مرد وعورت سے مل کر کروموسومز کی جو تعداد پوری کرنا ہوتی اس عمل کے ذریعہ تنہا مرد یا تنہا عورت سے یہ تعداد مکمل ہو جاتی ہے۔ پھر اس بیضہ انثی کو کسی اور عورت کے رحم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ مخصوص مدت تک رہنے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جنین کے وجود میں آنے کے لئے یہ فعل کافی ہو جاتا ہے اب اگر کسی مادہ کے بیضہ میں اس کے جسم سے حاصل کیا ہوا مرکزہ ڈال دیا جائے تو نر سے اتصال کے بغیر بچہ کی پیدائش عمل میں آسکتی ہے۔ اگر صرف اس مادہ کے کروموسومز ہوں تو بچہ شکل وصورت کے اعتبار سے اسی عورت کے مشابہ اور اسی کی خصوصیات پر مشتمل ہو گا۔ اگر مرد کے کروموسومز لیے گئے ہوں تو پھر مرد کے مشابہ ہو گا۔

انسانی کلوننگ اور شرعی نقطہ نظر

جمہور فقہاء اور علماء کرام کے نزدیک انسانی کلوننگ ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ ایک غیر فطری طریقہ اولاد ہے اور اسلام نے نکاح کے ذریعے فطری طریقہ اولاد عطا فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے قیامت تک توالد و تناسل کو جاری رکھنے وعدہ فرمایا ہے۔ جب وعدہ فرمایا ہے تو اس کی تکمیل کے لئے اللہ رب العزت نے جائز محل بھی بتلایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِمُوا لِأَنفُسِكُمْ۔[16]

تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ تو جاؤ اپنی کھیتی میں جیسے چاہو اور اپنے لئے تدبیر کرو۔

اسی طرح ایک اور جگہ جائز محل کا ذکر فرمایا:

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّاعَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ أَنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ،فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَدُونَ۔[17]

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں پر تو ان پر کچھ الزام نہیں۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے علاوہ تو وہی ہیں حد سے تجاوز کرنے والے۔

شریعت مطہرہ میں شہوت پوری کرنے کا ایک ہی محل نکاح مقرر کیا گیا ہے۔ نکاح کا بنیادی مقصد حصول اولاد ہے جو کہ ایک فطری جنسی طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی غیر جنسی طریقہ ہو وہ شریعت کے ہاں قابل قبول نہ ہو گا جبکہ زیر بحث کلوننگ ایک غیر جنسی طریقہ تولید ہے کیونکہ اسمیں مرد کے نطفے کو نہیں لیا جاتا بلکہ عورت کے نطفہ کے مرکزہ کو نکال کر اس کی جگہ مرد یا عورت کے جسمانی خلیہ (Somatic cell) کے مرکزہ کو داخل کیا جاتا ہے اور اس طریقہ سے تولیدی عمل وجود میں آتا ہے۔

کلوننگ سے بہت سے شرعی مسائل بھی متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر کیا اسکے ذریعہ پیدائش کی صورت میں نسب ثابت ہو گا؟ نسب اس عورت سے متعلق ہو گا جس کا بیضہ لیا گیا یا اس عورت سے جس کے رحم میں جنین کی پرورش ہوئی؟ کیا یہ بات درست ہو گی کہ کسی اجنبی مرد کے مرکزہ کو عورت کے بیضہ میں رکھا جائے؟ کیا خود شوہر و بیوی کے درمیان ایسا عمل کیا جا سکتا ہے بالخصوص ایسی صورت میں کہ وہ لاولد ہوں؟ جس کسی شخص کے کروموسومز سے بچہ کی پیدائش ہو گی تو وہ اس شخص کا بھائی تصور ہو گا یا بیٹا؟ اور اس طرح کے متعدد سوالات ہیں جو انسان پر کلوننگ کے کامیاب تجربہ کی صورت میں اُبھر کر سامنے آئیں گے۔ بادی النظر میں انسان کے معاملہ میں کلوننگ ایک خطرناک اور مضرت رساں تجربہ ہو گا چنانچہ اس کی وجہ سے اولاد کے لئے نکاح کی احتیاج کم ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ اس طرح نکاح کی شرح بھی کم ہو گی، اس سے جو سماجی مسائل پیدا ہوں گے، وہ محتاج بیاں نہیں، کلوننگ کے ذریعہ پیدا ہونے والے بچے اپنی شناخت اور خاندان سے محروم ہوں گے اور اس طرح خاندانی نظام بکھر کر رہ جائے گا۔ اسلام میں زنا کی حرمت اور نکاح کی اہمیت کا منشاء اس کے سوا کیا ہے کہ نسب کی حفاظت ہو اور خاندان کی تشکیل عمل میں آسکے۔ اس سے دھوکہ اور فریب کا دروازہ بھی کھلے گا، جرائم پیشہ لوگ اپنے ہم شکل بچوں کے وجود میں آنے کی تدبیریں کریں گے تا کہ فریب اور دھوکہ دہی سے کام لے سکیں۔

علاوہ ازیں کلوننگ ایک غیر جنسی طریقہ تولید ہے جو شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے کے خلاف ہے۔ اسی طرح شریعت میں حفاظت نسل ونسب کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اس پر دنیوی اور اخروی مسائل موقوف ہیں۔ مثلاً قیامت کے دن انسان کو باپ دادا کے نام سے پکارا جائے جبکہ یہاں تو باپ دادا کا تصور ختم ہو جاتا ہے اسی طرح بہت سارے دنیوی احکام ہیں جو نسل ونسب سے متعلق ہے اگر نسب ثابت نہیں تو خاندانی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی۔

کیا انسان میں کلوننگ ممکن ہے؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آیا انسانوں میں کلوننگ ممکن ہے یا نہیں؟ سائنسدان اس امکان کو مانتے ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے بھی انسانوں میں کلوننگ ممکن ہو۔ کیونکہ یہ ایک نئی تحقیق ہے۔ علماء کرام اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ ابھی تک انسانوں میں کلوننگ کا کوئی تجربہ ہوا ہو، چنانچہ ڈاکٹر عبد الواحد کے کلام کا حاصل ہے کہ قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کی تولید شاید کلونگ کے ذریعہ سے نہ ہو سکے۔ قرآن میں اللہ رب العزت نے قیامت تک آنے والے انسانوں کو خطاب

کر کے فرمایا: "والله خلقكم من تراب ثم من نطفة "اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک آنے والے ہر انسان کی پیدائش نطفہ سے ہوگی اور اس کی تولید جنسی ہوگی۔ کلوننگ جو کہ غیر جنسی تولید اور اس میں مرد کے نطفہ کو کچھ بھی دخل نہیں انسانوں میں ممکن نہیں۔[18]

کلوننگ اور ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں فرق

ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور کلوننگ میں کئی لحاظ سے فرق کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

- کلوننگ میں غیر جنسی خلیات استعمال ہوتے ہیں جبکہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں صرف جنسی خلیات کو استعمال کیا جاتا ہے۔
- کلوننگ کے عمل میں صرف مرد یا صرف عورت کے خلیات استعمال ہوتے ہیں جبکہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں مرد اور عورت دونوں کے خلیات اور نطفوں کا اختلاط کیا جاتا ہے۔

ایکسی (ICSI) طریقہ علاج

ٹیسٹ ٹیوب بے بی ایک اہم اور قابل عمل علاج ہے۔ اس سے بہت سے جوڑے مستفید ہو کر اولاد کی نعمت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ لیکن مردوں کی بعض بیماریوں کی وجہ سے یہ علاج بھی کارگر ثابت نہیں ہوتا۔ ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا علاج تب کامیاب ہے جبکہ مرد کے تولیدی خلیہ (سپرم، نطفہ) میں حرکت ہو۔ لیکن اگر مرد کے سپرم میں ہی حرکت نہ ہو یا حرکت کم ہو تو اس کے لئے ایکسی کا طریقہ کارگر ہے۔ اس طریقہ علاج کا مختصر تعارف یہ ہے کہ بعض مردوں کے نظام تولید میں کچھ قدرتی اور خارجی عوامل و نقائص ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اولاد نہیں ہو پاتی۔ ایسے حالات میں ایکسی طریقہ علاج کام آتا ہے۔ قدرتی نقائص میں مثلاً نطفہ میں اسپرم کی تعداد کم ہونا، حرکت کرنے والے اسپرم کی تعداد کم ہونا یا شکل وصورت رکھنے والے اسپرم کی تعداد کم ہونا شامل ہیں۔ لہذا ایکسی ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی ایک جدید ترین شکل ہے جس میں صرف مرد کے سپرم کا نیوکلیٹس انڈے میں ڈال دیا جاتا ہے اور اس طریقہ سے اس کی نشو نما کی جاتی ہے۔ IVF اور ICSI میں فرق یہ ہے کہ IVF قدرتی سپرم کے ذریعے ہوتا ہے جبکہ ICSI کے لیے سپرم کو شیشے کی ایک چھوٹی سوئی کے ذریعے اٹھایا جاتا ہے اور ایک خردبین کے نیچے ماہر ایمبریولوجسٹ کے ذریعے احتیاط سے انڈے میں انجکشن لگایا جاتا ہے اور اس سے تولید کا عمل شروع کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ تولید سے بھی ماقبل میں مذکور شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔[19]

حاصل بحث

سائنس نے جس طرح مختلف میدانوں میں جدید طریقے اور ایجادات متعارف کروائی ہیں وہاں میڈیکل کے شعبہ میں تولید اور پیدائش کے میدان میں بھی جدید طریقے وجود میں آئے ہیں۔ مصنوعی طریقہ تولید کے وہ جدید طریقے جن میں مرد کا نطفہ کسی اجنبی عورت کے رحم میں پرورش کے لیے رکھا جاتا ہے۔ یہ نطفہ خواہ کسی بھی مرحلہ پر اجنبی عورت میں رکھا جائے، یہ طریقہ جمہور علماء، پاک و ہند کے ہاں ناجائز ہے۔ لہذا اس سے بچنا اور امت کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے برعکس مصنوعی طریقہ تولید کا وہ طریقہ جس میں شوہر کے نطفہ اور اس کی بیوی کے انڈے کو حاصل کر کے بیرونی طور پر بار آور کیا جائے پھر اسی بیوی کے رحم میں داخل کر دیا جائے۔ یا شوہر کے نطفہ کو لے کر بیوی ہی کی اندام نہانی یا رحم میں مناسب جگہ پر اندرونی بارآوری کے لئے رکھ دیا جائے، یہ جمہور علماء کرام کے نزدیک مشروط طور پر جائز ہے۔ ایک صورت جس میں مرد کا نطفہ لیکر بیرونی طور پر بارآوری کر کے اس

مرد کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے تو یہ بعض حضرات کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک ناجائز ہے۔لہذا جہاں کسی کو یہ مسئلہ درپیش ہو تو وہ جواز کی رائے رکھنے والے علماء کرام کی رائے پر عمل کر سکتے ہیں۔

حصول اولاد کے لئے مختلف طریقہ ہائے تولید میں ایک طریقہ کلوننگ بھی ہے جو کئی ممالک میں آہستہ آہستہ رائج ہو رہا ہے۔انسانوں میں کلوننگ یہ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جس کے بہت سے حضرات قائل نہیں۔وہ اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں کہ انسانوں میں کلوننگ ممکن ہے۔جہاں تک حیوانی اور نباتاتی کلوننگ کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ انسانوں کی نفع اور مصلحت کے لئے ہے۔اس میں کوئی غیر شرعی امر نہیں لہذا اس کی گنجائش ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 Britannica Dictionary definition of TEST-TUBE BABY, www.britannica.com, Accessed on 12 February, 2024.

2 الزحیلی، محمد وھبہ،**تنظیم النسل وموقف الشرعیة منه**،(قاہرۃ:دارالکتب،1416ھ)،ص80۔

3 الترمذی، محمد بن عیسیٰ،**السنن**،(ریاض:دارالحضارۃ للنشر والتوزیع،2015ء)،كتاب الفرائض ،باب ابطال الميراث ولد الزنا، رقم الحدیث:1023۔

4 ابوداؤد، سلیمان ابن اشعث،**السنن**،(ریاض:دارالحضارۃ للنشر والتوزیع،2015ء)،كتاب النكاح،باب في وطء السبايا،رقم الحدیث:2158۔

5 البخاری، محمد بن اسماعیل،**الجامع الصحیح**،(ریاض:دارالسلام،2015ء)،كتاب الفرائض،باب من ادعى الى غيرابيه،رقم الحدیث:6768۔

6 شاہ ولی اللہ، قطب الدین احمد،**حجة الله البالغة**،(بیروت:دارالجیل،1430ھ)،2/213۔

7 دارالافتاء، جامعۃ الرشید، کراچی، **فتویٰ: آئی وی ایف (ٹیسٹ ٹیوب بے بی) کا حکم**، فتویٰ نمبر77750۔

8 دارالافتاء اہلسنت، فیضان مدینہ، کراچی، **فتویٰ: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا حکم**، فتویٰ نمبرWAT-450۔

9 جماعۃ،**مجلة مجمع الفقه الاسلامی**،(جدہ:رابطۃ العالم الاسلامی،1409ھ)، العدد الثالث،ص423۔

10 الزحیلی، محمد وہبۃ،**الفقه الاسلامی وادلته**،(دمشق:دارالفکر،2016ء)،4/264۔

11 رحمانی، خالد سیف اللہ،**جدید فقہی مسائل**،(کراچی:زمزم پبلشرز،2018ء)،6/179۔

12 جماعۃ،**الفتاویٰ الهندیة**،(بیروت:دارالفکر،1405ھ)،4/114۔

13 رحمانی،**جدید فقہی مسائل**،6/179۔

14 محمد ریاض، مفتی،**جدید طبی مسائل**،(راولپنڈی:مکتبہ عثمانیہ،سن ندارد)،ص167۔

15 عبدالواحد، ڈاکٹر،**مریض ومعالج کے اسلامی احکام**،(کراچی: مجلس نشریات اسلام،2006ء)،ص299۔

16 سورۃ البقرۃ2:223۔

17 سورۃ المومنون18:5-7۔

18 عبدالواحد،**مریض ومعالج کے اسلامی احکام**،ص302۔

19 محمد ریاض،**جدید طبی مسائل**،ص355۔